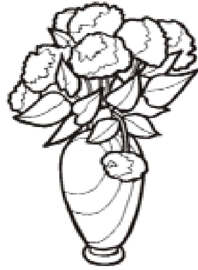
امام ارباب طریقت، پیشوائے اولیائے حقیقت دائم بہ
مقام مشاہدہ افزونی قطب ارشاد قادر الکلام حضرت سیدی

شاہ علی جیو گاؤں دھنیؒ



خواجہ صوفی محمد عبد القادر قادری الرفاعی

ناشر

نام کتاب: شاہ علی جیوگاؤں دھنیؒ

مصنف: خواجہ صوفی محمد عبد القادر قادری الرفاعی

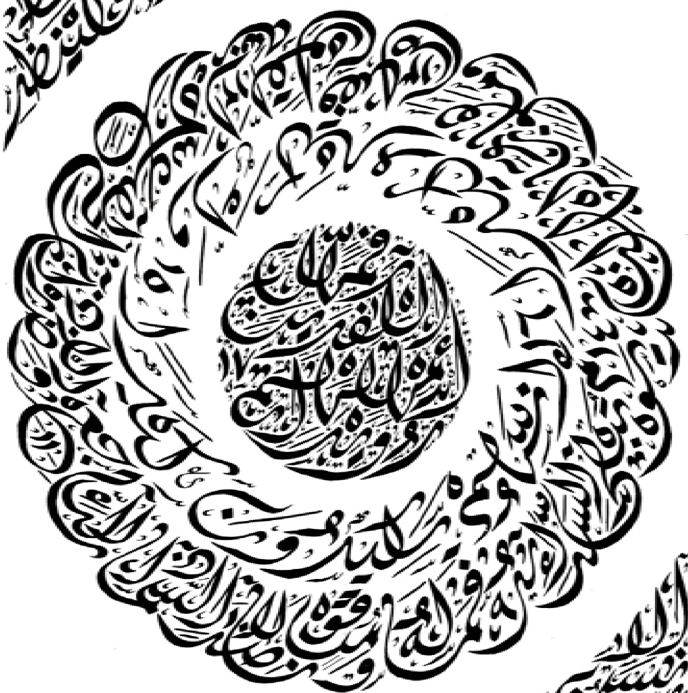
سنہ طباعت: مارچ 2015

کمپوزنگ: e-kutub, Hyd

قیمت:

ناشر

انجمن امداد المسلمین



نظرانۂ عقیدت

بہ بارگاہ سیدنا احمد کبیر رفاعیؒ

پیش لفظ

برسوں سے یہ تقاضہ ہورہا تھا کہ اولیائے گجرات پر انگنت کتب کے باوجود امام ارباب طریقت، پیشوائے اولیائے حقیقت دائم بہ مقام مشاہدہ افزونی قطب ارشاد قادر الکلام حضرت سیدی شاہ علی جیوگاؤں دھنیؒ جو اولیائے گجرات میں انفراد کے حامل، صاحب کتب، اردو ادب کے بے مثال ولین شاعر، صاحب دیوان، صاحب کثرت کرامات، جامع سلاسل شرافت نسب کا عالم یہ کہ آپؒ نجیب الطرفین شریف سلسلتین سے ہیں اور ان میں بھی امتیاز یہ کہ سادات موسویہ یعنی پیشوائے اہل بصیرت معشوق حضرت حق الامام ابوالحسن موسیٰ بن جعفر کاظم رضی اللہ عنہ کی اولاد اطہار سے ہیں اور والد محترم کی طرف سے نویں پشت سے سیدی سلطان الصالحین محی الملت و دین سیدنا احمد کبیر الرفاعی رضی اللہ عنہ اور والدہ معظمہ کی طرف سے پیران پیر محبوب اعلیٰ محبوب سبحانی غوث الاعظم دستگیر ابومحمد سید الشیخ عبد القادر جیلانی رضی اللہ عنہ سے سلسلہ نسب جا ملتا ہے اور امتیازی شان تو یہ ہے کہ جن کی ولادت سے تقریباً ۱۵۰ سال پہلے سے آمد آمد کے چرچے ہو رہے تھے، آپ رحمۃ اللہ علیہ کے جد اعلیٰ سیدی سلطان شاہ عبد الرحیم رفاعی مجبو اللہؒ نے شاہ علی محمد جیوگاؤں دھنیؒ کے پیدا ہونے سے تقریباً ڈیڑھ سو سال سیدی شاہ علی جیوگاؤں دھنیؒ کی ولادت کی بشارت دے دی اور اس انداز والقاب سے کہ عقل حیراں ہو جائے جس کی تفصیل انشاء اللہ قاری اس مقدس سیرت کی کتاب میں پالیگا۔

مگر افسوس کہ اس جلیل القدر شان والا صفات پر کوئی کتاب نہیں لکھی گئی صد افسوس تو یہ کہ کچھ کتب اولیاء گجرات کے نام سے لکھی گئی مگر وہ بھی ذکر سعید امام ارباب طریقت، پیشوائے اولیائے حقیقت دائم بہ مقام مشاہدہ افزونی قطب ارشاد قادر الکلام حضرت سیدی شاہ علی جیوگاؤں دھنیؒ کے تذکرہ خیر سے خالی نظر آتی ہیں اگر کچھ تذکرہ کسی کتاب میں مل جاتا ہے تو شایان شان نظر نہیں آتا۔ ویسے یہ بات حق ہے کہ سیدی شاہ علی جیوگاؤں دھنیؒ اپنے اسلاف کے آئینہ دار تھے جہاں ہر بات میں ان نما تھے وہی یہ بات بھی تھی کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے جد اعلیٰ قطب المدار سیدی سلطان شاہ عبد الرحیم رفاعی مجبو اللہؒ کا مقام و مرتبہ مشہور تو ہے مگر ان پر کوئی مستقل تصنیف نہیں ملتی جبکہ

آپ ہی سے خرقہ پانے والے اور آپ ہی کے تربیت یافتہ اصحاب وارادت یافتہ اصحاب وارادت

مندوں کی زندگی کے تفصیلی واقعات سے تذکرہ نویسوں کے اوراق بھرے پڑے نظر آتے ہیں۔ یہی حال من وعن سیدی شاہ علی جیوگاؤں دھنیؒ کا بھی ہے۔

الحاصل یہ دیرینہ آرزو پوری ہوئی اللہ سے دعا ہے کہ اللہ عزوجل اس خدمت کو قبول فرمائیے اور خواجہ صوفی محمد عبد القادر قادری الرفاعی مدفیوضہم کی اس خدمت کو قبول فرمائے اور قدسی صفات اولیاء اللہ بالخصوص سلسلہ عالیہ رفاعیہ کے مجاہدات اپنانے کی اور اس علمی و روحانی سلسلہ سے وابستہ رہنے کی ہم سب کو توفیق عطاء فرمائے اور ان سے فیض روحانی سے ہم تمام کو عطا فرمائیں (آمین بجاہ سید المرسلین وآلہ وصحبہ وبارک وسلم)

احقر العباد

مولانا محمد منور علی سلطانی

بانی وصدر انجمن امداد المسلمین

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ رب العالمین الصلوٰۃ والسلام علی سید المرسلین وعلی آلہ الطیبین الطاہرین وعلی من التبعھم باحسان إلی یوم الدین

حضرت سیدی سلطان العارفین شاہ علی محمد جیوگاؤں دھنیؒ معشوق اللہ کا مقام ومرتبہ نہ صرف اپنے زمانہ کے تمام اولیاء صوفیاء شعراء میں ممتاز تھا بلکہ کل اولیاء ہند میں ان کی کوئی مثال نہیں تھی اور آپ رحمۃ اللہ علیہ کے کمالات وتصرفات باطنی حد شمار سے باہر ہیں، ان تمام سے زیادہ روشن صد تحسین کارنامہ یہ کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے درس وتدریس کا منظوم ومہتمم بالشان دینی واخلاقی نصاب مرتب ومدون کیا اور خود ہی اپنے اس مدونہ نصاب کے معلم اول بھی تھے۔ جس کی وجہ سے اہل علم کی اکثریت نے حلقہ بگوشی قبول کی تو بیشتر صاحبان انشاء نے اپنا قلم ان کے قدموں میں ڈال دیا اور کئی ایک نے تو اپنے علمی سفر پر کمر بستہ ہونی سے قبل انہی کی تحریروں کو اپنی راہ کا قطب نما بنا کر لطافت تصور پایا تو کئی ایک نے مکاشفہ کے تصور تصدیق باریکیاں۔

حضرت سیدی سلطان العارفین شاہ علی محمد جیوگاؤں دھنی معشوق اللہ رحمۃ اللہ علیہ خانوادئہ عالیہ رفاعیہ کے چشم وچراغ اور اپنے جد سلطان سیدی شاہ عبد الرحیم رفاعی محبوب اللہ رحمۃ اللہ علیہ کی دعا اور روشن بشارت ہے۔ جہاں آپ رحمۃ اللہ علیہ اوصاف عالیہ واخلاق حمیدہ میں اپنے جد اعلیٰ سیدی سلطان الواصلین محی الحق شرع ودین سلطان سید احمد کبیر رفاعیؒ سے مشابہ اور صد فیصد آئینہ دار تھے وہی آپ رحمۃ اللہ علیہ کا تصوف دبستان شیخ اکبر محی الدین ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ کا نمائندہ ہے، فلسفہ الٰہیات میں شیخ اکبرؒ کی ترجمانی کا جو حق سلطان العارفین شاہ علی محمد جیوگاؤں دھنی معشوق اللہ رحمۃ اللہ علیہ نے ایک نو زائیدہ ہندوستانی زبان میں ادا کیا ہے مثال نہیں ملتی۔ آپؒ اپنے وقت کے امام الاولیا، قطب الاقطاب، غوث الثقلین اور غوث الاعظم تھے۔ سیدی شاہ علی جیوگاؤں دھنی قدس سرہ العزیز ہی مسلک رفاعیہ وقادریہ کے فرد فرید، عالم ارواح طیبہ کی روح سعید، رفاعی گھرانے کے چشم وچراغ اور اہل گجرات بلکہ اہل برصغیر کی آبرو عبقری شخصیت کے حامل ہے۔ آپؒ نے نہ صرف اکابر صوفیاء کا ورثہ اور بالخصوص اپنے جد اعلیٰ حضرت مولانا وشیخنا سلطان الصالحین محی الملت ودین سیدنا احمد کبیر الرفاعیؒ کا پیغام عوام تک پہنچا بلکہ اپنے عمل، نظریات اور تجربات سے توحید کا سبق کچھ ایسا آسان سلیس پر مغز بنا کر پڑھایا کہ خانقاہوں اور درس گاہوں حتی کہ گلی

کوچوں میں اسی کے ترانے گائے جانے لگے اور ہر طرف اللہ ہی اللہ کا نعرہ سنائی دینے لگا' وحدت الوجود کی بنسی کانوں میں رس گھولنے لگی اور گھر گھر یہی نغمے سنائی دینے لگے' جیسے اس شعر کا ذکر خوب ملتا ہے۔

باجت گاجت سہیلی گانوے رے تج روپ اچاکل کیری
آج ہماری عید یہی ہے نین سلونے دیکھے تیری

حیات طیبہ

امام اربابِ طریقت' پیشوائے اولیائے' دائم بہ مقام مشاہدہ' قطب ارشاد' قادر الکلام' حضرت سیدی شاہ علی جیو گاؤں دھنی قدس رحمۃ اللہ علیہ اپنے جد کریم سیدی سلطان العارفین شاہ عبدالرحیم محبو اللہ رحمۃ اللہ علیہ کی دعا' بشن گوئی اور بشارت صادقہ ہے۔ آپؒ جب پیدا ہوئے تو ولایت کا نور آپؒ کی جبین مبارک پر جگمگا رہا تھا۔ آپؒ کی ولادت باسعیدہ نویں صدی ہجری کے آخری دہے ۸۹۹ھ مطابق ۱۴۹۱ء بہ روایت مختلف مروی ہے۔

نام مبارک

حضرت شاہ علی محمد جیو گاؤں دھنی معشوق اللہ رحمۃ اللہ علیہ کے فضل و کمال کے ان گنت پہلو ہیں منجملہ ان ہی میں ایک روشن پہلو عوام و خواص میں بے پناہ مقبولت ہے جس کا اندازہ آپؒ کے کثرت اسماء سے لگایا جاسکتا ہے۔ اس مقبول عام و خاص کامل ولی بذرگ و برتر جس نے اپنے منفرد انداز نصیحت و تربیت سے فکر و نظر میں انقلاب پیدا کر دیا جس نے قلب و روح کی نئی زندگی بخش دی' دلوں کو عشق الٰہی کی نعمت سرمدی سے آشنا کیا جو کہ خود آیۃ من آیات اللہ کی روشن صورت ہے۔ جس کسی کی نظر پڑی اس نے اظہار عقیدت و محبت میں ایک نیا نام ہی رکھ دیا جس کی وجہ سے اس عارف الوجود و بابرکت نمود کو عالم اسلام میں اور بالخصوص گجرات کے شہر احمد میں شاہ علی جیو' شاہ علی محمدؒ سید علیؒ علی جیؒ علی جیوؒ علی جی گام دھنی' شاہ علی گجراتیؒ شاہ علی احمد آبادی کے نام سے جانا جاتا ہے۔ آپؒ کے دادا حضرت سیدی شاہ عمر مظہر

رحمۃ اللہ کے مرید وخلیفہ ابی الحسن شیخ محمد ابن عبدالرحمن القریشی الاحمدیؒ نے اپنے قصیدے میں حضرت شاہ صاحب قدس سرہ کو اس طرح خراج عقیدت پیش کیا ہے۔

شاہ علی محمد بتو ختم ولایت است
ہم چو بنام جد تو ختم رسالت است

ایک اور مقام پر اپنی محبت کا اظہار یوں فرماتے ہیں

شاہ من شاہ علی است ابن ابراہیم شاہ
ہست او خاتم ولایت افتخار اولیا است

خود شاہ علی محمد جیو گاؤں دھنی معشوق اللہ رحمۃ اللہ علیہ کے کلام میں نام کی صراحت یوں بھی ملتی ہے

کہیں سو ساتھی کہیں علی جیوٗ علی محمد کہیں کہاوے
کہیں سو شاہ حسینی راجا ایویں تل تل بھیس پھراوے

میں منج دھریا ناؤں سنکھاتے
شاہ علی جیو ہے منج ساتے

سید علی محمد آکھیۓ بھلا کھلا رسو منج شرماے
سلطان سیدی احمد راجے بازی دونہ پر جنھیں چتاوے

یوں کرے نباتی سید علی
تجھ سادھ پرم کی سدھ تلے

جگ ماتھیں برکت ہوے ولے
کرناؤں سو اپنا سید علے

تو آپیں ماے رنگ رلے

مذکورہ اشعار میں ''علی'' مشترک ہے اور آپ رحمۃ اللہ علیہ کے جد اعلیٰ سیدی سلطان شاہ عبد الرحیم رفاعی محبو اللہؒ نے شاہ علی محمد جیو گاؤں دھنیؒ کے پیدا ہونے سے تقریباً ڈیڑھ سو سال قبل کی گئی پیشین کے مطابق (جس کی تفصیل انشاء اللہ خطابات کے ضمن میں آئے گی) آپ رحمۃ اللہ علیہ کے ناموں کی فہرست میں مزید اضافہ ہوتا ہے جیسے

''شاہ ابراہیم ابن سید عمر راد و پسراں شونذ در آں یک پسر را نام شاہ حسین شوذ اما
آں سید حسین شیر خوارہ بمیر د و دیگر پسر نام او علی کرد و بعضے محمد گویند بعدہ ہمہ
متفق شدہ آں ہر دو نام را کب کنند و سید علی محمد گویند''

لقب شریف

خواص وعوام میں آپؒ سید علی محمد مشہور تھے آپؒ کے نام کے ساتھ گاؤں دھنی یا گام دھنی بعد کا اضافہ ہے' جیسا کہ مشہور ہے کہ بچپنے سے ہی آپؒ سے کرامات کا سلسلہ شروع ہو گیا تھا کہ سائل جو کچھ چاہتا یا پھر وہ جس کو جو کچھ چاہتے دے دیتے ہیں اسی وجہ سے ان لقب گاؤں دھنی (مالک الملک) مشہور ہو گیا۔

گاؤں دھنی یہ لقب اصل میں ایک عطیہ غیبی تھا جو کہ آپؒ کے دادا سید عمر مظہر رحمۃ اللہ علیہ نے آپؒ کی پیدائش کے بعد آپؒ کا چہرہ دیکھ کر فرمایا تھا۔ یہ لقب اس قدر مقبول ومشہور ہوا کہ نام کا جز ہی بن گیا۔ آپؒ کے روضۂ مبارک کے کتبے پر گام دھنی تحریر ہے۔ کثرت استعمال کی وجہ سے یہ زبان زد عام ہو کر ''گاؤں دھنی'' سے ''گام دھنی'' ہو گیا لوگ آج بھی آپؒ کو ''شاہ علی جی گام دھنی'' ہی کے نام سے یاد کرتے ہیں۔

تخلص مبارک

حضرت قدس سرہ نے کثرت سے اپنے مکاشفات میں ''شاہ علی جیو'' ہی کو بطور تخلص بنایا ہے جسے

رے شاہ علی جیو گاؤں دھنی
نت آوے اپنی کھیت بھنی

ویسے اس تخلص کے سوا بھی کہیں ''علی محمد'' تو کہیں ''سید علی'' اور ایک آدھ جگہ ''علی جیوع'' بھی بطور تخلص

استعمال ہوا ہے جیسے

سب شاہوں کا جی شاہ اہے
جس کیری چھند نہ کوئی لھے
جی کہوں علی جیوٗ جیو کہے

خطابات سیدی سلطان شاہ عبد الرحیم رفاعی محبوا اللہ رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت قدس سرہ کے پیدا ہونے سے تقریبا ڈیڑھ سو سال پہلے اپنی پیشین گوئی میں جہاں آپ کی ولادت، نام اور بابرکت وجود کے ذکر کے ساتھ حضور خاتم انبیاء و رسل صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور خدا عزوجل کی طرف سے عطا کیے جانے والے پندرہ خطابات کا ذکر اس طرح سے فرمایا

''ایں شاہ علی محمد، شاہ کونین خواہد شد و امام الافراد وقطب الاقطاب وغوث الثقلین وسلطان العارفین والعاشقین ومحی الدین وغوث الاعظم خواہد شد وایں سید علی محمد ابن شاہ ابراہیم را از حضرتِ حق تعالیٰ پانزدہ خطاب عطا خواہد شد با مراتب آں در آں

یکے یا معشوقی شاہ علی محمد معشوق اللہ
دوم یا محی الدین شاہ علی محمد معشوق اللہ
سوم یا تاج العاشقین شاہ علی محمد معشوق اللہ
چہارم یا سلطان العارفینشاہ علی محمد معشوق اللہ
پنجم یا قطب العالمین شاہ علی محمد معشوق اللہ
ششم یا غوث الاعظم شاہ علی محمد معشوق اللہ
ہفتم یا کاشف الاسرار شاہ علی محمد معشوق اللہ
ہشتم یا معشوق الاعظم شاہ علی محمد معشوق اللہ
نہم یا سلطان الموحدین شاہ علی محمد معشوق اللہ
دہم یا امام المحققین شاہ علی محمد معشوق اللہ

یازدہم یا سرِ اسراری شاہ علی محمد معشوق اللہ

دوازدہم یا امام الافراد شاہ علی محمد معشوق اللہ

سیزدہم یا سلطان العالم شاہ علی محمد معشوق اللہ

چہاردہم یا غوث الثقلین شاہ علی محمد معشوق اللہ

پانزدہم یا سلطان المعشوقین شاہ علی محمد معشوق اللہ

پس راوی مذکوری گوید بعدہ حضرت غوث العالم شاہ عبد الرحیم فرموند رضی اللہ عنہٗ ایں بشارتہا اولاد من گفتیم از حضرت نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام واز حضرت حق تعالیٰ تحقیق کردہ گفت ام''۔

اللہ تعالیٰ کی طرف سے عطا کردہ ان پندرہ خطابات کا اظہار حضرت سیدی شاہ علی جیو گاؤں دھنیؒ نے سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے حکم مبارک کی تعمیل میں اس طرح کیا ہے

دونہ جگ انہیں ایکجھت دیکھوں تجکو شاہ علی جو میرے

سلطان عالم شاہ حسینی اے بھی میٹھے ناؤں سو تیرے

شاہ ابراہیم تن شاہ علی جیو سلطان عالم تجھے خطاب

آپس تیج لبھا ناں ساتھی ناؤں دھرے آں اپیں آپ

اپنیں جانوں نور نبی کا علی محمد ہوکر آیا

سلطان العارفین شاہ علی جیو پرکٹ ہو پیو آپ کہا یا

ان خطابات سے آپ کے مقام و مرتبے، آپ رحمۃ اللہ علیہ کی عظمت و توقیر کا ایک امتیازی وصف سامنے آتا ہے۔ آپ کے کمالات باطنی اور اعلیٰ تر مراتب قرب و اتصالِ روحانی سے آپ کے کلام جو اہر اسرار اللہ کا کوئی باب ایسا نہیں ہے جس میں آپ نے اپنے معراج کمال کی نشاندہی نہ کی ہو۔ ابوالحسن شیخ محمد ابن عبد الرحمن القریشی الاحمدی کا ایک شعر ہے

حاملانِ عرش می گویند باصد قش چنیں

عالم وعارف موحد عاشق واہل صفا است

جواہر اسرار اللہ کے ''باب البا'' کے آغاز سے قبل اس کے مرتب اول ابی الحسن شیخ محمد ابن عبد الرحمن القریشی الاحمدیؒ اور مرتب ثانی نے حضرت شاہ علی جیو گاؤں دھنیؒ کا ایک ایمان افروز و دلچسپ واقعہ نقل کیا ہے جو دراصل اس مکاشفہ ''با'' کے لکھنے کا سبب تھا مرتب اول کا بیان ہے

''سبب فرمودند ایں مکاشفہ اینست حضرت سلطان الانبیا را شاہ علی محمد در معاملہ دیدن بعدہ بر پاے مبارک مالیدند بعدہ سلطان الانبیا شاہ علی محمد را حالتی وذوقی پیدا آمد وایں مکاشفہ فرمودند بعدہ حضرتسلطا تن الانبیا دستار خود بر سر شاہ علی محمد لبستند ودعاے خیر بسیار کردند وفرمودند کہ ''اے فرزند من ترا خدائے تعالیٰ پانزدہ خطابہا بامراتب ومقام از حضرت خود عطا فرمودہ است تو آں خطابہا اظہار کن کہ امر من ہم چنیں است''

مرتب ثانی نے اس واقعہ کو قدرے تفصیل سے یوں بیان کیا ہے اور ان کا بیان نسبتاً زیادہ واضح اور مکمل معلوم ہوتا ہے

''چوں حضرت سلطان العارفین شاہ علی محمد معشوق اللہ، حضرت سلطان الانبیا را در معاملہ دیدند بعدہ با توجہ تام بر پاے مبارک آنحضرت بوسہ دادند وچشمہاے خود را باصدق بر پاے مبارک مالید بعدہ سلطان الانبیا، حضرت شاہ علی محمد را در کنار گرفت ودعاے مزید عشق ومحبت وفضل ومرتبہ بسیار فرمود وبسیار لطف وعنایت نعمتہا کرد حضرت شاہ علی محمد را حالتی وذوقی پیدا شد وایں مکاشفہ فرمود سلطان الانبیا بغایت خوش شد ودستار خود برسرِ حضرت شاہ علی محمد لبستند ودعائے ترقی مکاشفات ومشاہدات بے نہایت فرمودہ وفرمود کہ خدائے تعالیٰ ترا پانزدہ خطابہا با مقامات ومراتب عنایت فرمودہ است اے فرزند تو آں را در خلق اظہار کن''۔

خلاصہ یہ ہے کہ

’’خود حضرت السلطان العارفین شاہ علی محمد معشوق اللہؒ فرماتے ہیں ایک مرتبہ حالت کشف میں جب رسول اللہ سلطان الانبیاء ﷺ کا دیدار ہوا اور دست و پابوسی کا شرف حاصل ہوا تو میں مزید لطف و کرم، عشق و محبت فضل و مرتبہ کا طلب گار ہوا اور اسی حالت ذوق وشوق میں سلطان الانبیاء ﷺ نے محبت وشفقت فرما کر درجات اولیٰ اور مکاشفہ اور مشاہدہ کی مذید ترقی عطا فرمائی‘‘۔

خاندان عالیہ ونسب شریف

حضرت سیدی شاہ علی جیوگاؤں دھنیؒ نسباً ساداتِ موسویہ (پیشوائے اہل بصیرت معشوق حضرت حق الامام ابوالحسن موسیٰ بن جعفر کاظم رضی اللہ عنہ کی اولاد اطہار کے خاندان کو سوسوی کہا جاتا ہے) سے تھے، والد کا نام مبارک شاہ ابراہیم جمال اللہؒ اور دادا کا نام شاہ عمر مظہر اللہ الحسینیؒ تھا والد محترم کی طرف سے نویں پشت سے سیدی سلطان الصالحین محی الملت و دین سیدنا احمد کبیر الرفاعی رضی اللہ عنہ اور والدہ معظمہ کی طرف سے سیدنا وشیخنا محبوب اعلیٰ محبوب سبحانی پیرانِ پیر غوث الاعظم دستگیر ابومحمد سیدا لشیخ عبد القادر جیلانی رضی اللہ عنہ سے سلسلہ نسب مل جاتا ہے جیسا کہ جواہر اسرار اللہ مخزونہ کتب خانہ پیر محمد شاہ گجرات احمد آباد کے نسخے کے صفحہ نمبر 9 پر حضرت شاہ علی جیوگاؤں دھنیؒ کی والدہ معظمہ کا نسب نامہ کاتب نے اس طرح تحریر کیا ہے:

’’والدئہ ماجدہ شاہ علی جیوگاؤں دھنیؒ حضرت سید محمد ابن حضرت قطب الاقطاب شاہ عبد الوہاب عرف حضرت میاں سید شاہ جی حسینی الحسینی القادری رحمۃ اللہ علیہ می شوند‘‘۔

غرض آپ رحمۃ اللہ علیہ نجیب الطرفین شریف السلسلتین سے ہیں۔ جواہر اسرار اللہ کے مرتب اول ابی الحسن شیخ محمد ابن عبد الرحمن القریشی الاحمدیؒ نے اپنے مرتبہ دیوان کے دیباچے میں یہ نسب نامہ تحریر فرمایا ہے

’’قطب الاقطاب العالم، غوث الاعظم، سلطان العارفین شاہ علی محمد معشوق اللہ

الحسینی الاحمدی اباالحسینی القادری ابن حضرت قطب العالم شاہ ابراہیم جمال اللہ ابن حضرت تاج العاشقین شاہ عمر مظہرؒ ابن حضرت غوث الاعظم حضرت شاہ علی نوراللہ ابن غوث الاعظم شاہ عبدالرحیم محبوب اللہ ابن حضرت امام الافراد شاہ عمر جیش اللہ ابن حضرتسلطان الواصلین شاہ ابراہیم کنزمعرفت اللہ ابن امام الافراد سید محمد معدن اسرار اللہ ومحبت اللہ ابن حضرت غوث الاعظم سلطان العارفین سلطان سیدی احمد کبیر معشوق اللہ الحسینی الموسوی اباالحسنی الرفاعی رضی اللہ عنہم اجمعین''۔

خاندان عالیہ

حضرت سید شاہ علی جیوگاؤں دھنیؒ کا تعلق ''موسوی'' گھرانے سے ہے' آپ اس خاندان عالی کے ایسے نورانی وروشن چراغ تھے جس کی ضیا پاشیوں سے نہ صرف گجرات بلکہ ہندوستان کا کثر حصہ کے تیرہ وتار راستے' محلات ومحراب' کوچہ دباز اور ایسے منرو وتابناک ہوگئے کہ جہل وبطل کی آنکھیں چندھیا گئیں آپ کے جد سیدی سلطان شاہ عبدالرحیم محبوب اللہ رفاعیؒ' جوسیدی امام موسیٰ کاظم رضی اللہ عنہ کے شجر طاہر کی سترھویں شاخ سرسبز اور ارض ہند پر قدم رنجہ فرمانے والے خانوادۂ رفاعیہ کے پہلے بزرگ ہیں جنھوں نے اس ملک کو اپنا وطن ثانی اور خطۂ مالوف بنالیا اور گجرات کو سکونت اور اشاعت دین کے لیے پسند فرمایا۔ یہاں کی محبت بھری فضا' محبت وعقیدت عطر بیز ماحول میں گھلی ہوئی آب وہوا نے آپ کے قلب وخون کو عشق ومحبت سے بھر دیا تھا۔ یہاں کے آب وگل سے آپ کو ایسی مناسبت وانسیت ہوگئی کہ آپ یہی کے ہو رہے تاتشنگانِ توحید کو مئے وحدت پلا کر سرشار وسیراب رکھنے کا کام آپ کے بعد آپ کی اولاد میں بھی باقی وجاری رہے۔

سلطان شاہ عبدالرحیم رفاعی محبوب اللہؒ بمقام حویزہ مکہ مکرمہ ۶۸۹ سنہ ہجری مطابق ۱۲۹۰ سنہ ء رونق افروز عالم ہوئے۔ کم سنی ہی سے اسلاف واجداد کے اخلاق عالیہ وکردارِ طاہرہ کی جیتی جاگتی وسچی تصویر تھے۔ سن شعور کو پہنچے تو اپنے والد ماجد سیدی شاہ عمر جیش اللہ رفاعی رضی اللہ سے باطنی تربیت پا کر تلقین وتفہیم پا کر ان کے سب سے چہیتے

ولائق فرزند ثابت ہوئے۔ پھر قاعدے کی مطابق مکتب کی تعلیم حویزہ کے قابل و جید علماء سے حاصل فرمائی، جب تمام معاملاتِ دینی میں کامل استعداد پیدا کرلی تو اس کی تکمیل کی سند کے طور پر آپ کے والد محترم نے مشائخین مکہ مکرمہ کی موجودگی میں آپ کو خرقۂ خلافت ولباس فقرو نیابت پہنا کر خانوادۂ عالیہ رفاعیہ کے منصب رشد وہدایت پر فائز فرمایا۔ آپ کی ذات قدسی صفات کی ایک امتیازی شان یہ ہے کہ حضور سرورکائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کی تصدیق وتقدیس کے لیے خود اپنے دست مبارک سے انھیں خرقۂ فقر پہنایا اور ہدایت فرمائی کہ ہندوستان کی طرف ہجرت کرجائیں آپ نے امتثالِ امر وتعمیل ارشاد رسول محتشم ومکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ارض ہند کا رخ فرمایا اور ۷۵۲ھ مطابق ۱۳۵۱ء نہروالہ (پٹن) کو اپنے قدوم میمنت لزوم سے برکت دی۔ اس وقت سلطنت دہلی پر سلطان فیروز شاہ تغلق اپنے تایازاد بھائی محمد تغلق کی جگہ تخت نشین تھا۔ کچھ عرصہ بعد فیروز شاہ ۱۳۸۷ء میں اپنے بیٹے محمد شاہ کو ناصر الدین کا خطاب دیکر تخت دہلی سے دست بردار ہوگیا اور گوشہ نشینی اختیار کرلی۔

ہندوستان میں آپ رحمۃ اللہ علیہ کی تشریف آوری کی وجہ بجز اس کی اور کیا ہوسکتی تھی کہ اشاعت دین متین وفیض رسانی خلق کے منشاء ایزدی کی تکمیل ہو اور تعلیمات سیدنا احمد کبیر رفاعی رضی اللہ عنہ عام ہوں تا کہ اس کی برکت سے قلوب منور وروح پاکیزگی حاصل کرلے۔ سلطان شاہ عبدالرحیم رفاعی رضی اللہ عنہ کے آمد ہند کے بارے میں شجرۃ الاحمدیہ میں یہ عبارت ملتی ہے۔

"السید نجیب الدین عبد الرحیم محبوب اللہ ایضاً اسمہ ابراهیم موافق لاسم جدہ وہو اول من دخل الهند من ہولاء السادة واصلہ من عراق"

آپ رحمۃ اللہ علیہ کثیر الکرامات وانعامات خداوندی کے مظہر تھے۔ تمکنت میں آپ کے قدم غیر متزلزل تھے۔ آپ کی زندگی کے لمحات اتنے پاکیزہ ومقدس تھے کہ جو آپ کو صدق نیت سے دیکھ لیتا اس کے قلب پر انوار واسرار کا ظہور ہو جاتا اور جس کسی پر آپ توجہ کی نظر فرماتے اسی وقت اس کے قلب کی کیفیت بدل جاتی اور وہ خود اپنی اس کیفیت کو اپنی باطنی آنکھوں سے دیکھ لیتا۔ جب آپؒ کسی کو اپنے حلقۂ ارادت میں شامل کرلینا چاہتے تو اس کے قلب کی ایسی اصلاح فرماتے کہ اس کی کایا پلٹ ہو جاتی اور وہ واصلین حق میں شمار ہو جاتا اور وہ اپنے

مقام ومرتبہ کوخود اپنی آنکھوں سے مشاہدہ کرلیتا۔آپ رحمۃ اللہ علیہ کے جس قدر بھی مرید ہوئے سبھی ولایت کے اعلیٰ تر درجات پر فائز ہوئے۔غالباً آپ رحمۃ اللہ علیہ کی ہندوستان میں آمد کی ایک وجہ یہ بھی رہی ہوگی کہ اس ملک کو رفاعی اولیائے کرام کے بابرکت وجود سے بھر دیا جائے اور ایک مقصد یہ بھی ہوکہ ''بوے حبیب'' آشکارہو جائے۔آپؒ کی شخصیت سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اس ارشاد کرامی کی طرف اشارہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تھا کہ ''مجھے مشرق کی سمت سے دوست کی خوشبو آتی ہے''۔

سلطان شاہ عبد الرحیم رفاعیؒ کے اخلاق حد درجہ کریمانہ تھے۔باوجود ''قطب المدار'' کے درجے پر اور شیخ المشائخ کے منصب پر فائز ہونے کے اپنے کو سب سے حقیر سمجھتے' منکسر المزاج ایسے کہ کسی پر اپنا حال کبھی منکشف نہ ہونے دیا۔شہرت' نام ونمود یکلخت ناپسند تھی۔آپ کے استغنا' رعب و دبدبہ کا یہ حال تھا کہ آپ کے ارشادات وملفوظات کو بھی کوئی آپ کی رضامندی حاصل کیے بغیر قلمبند نہیں کرسکتا تھا۔شاید یہی وجہ ہو کہ کسی نے آپ کے حالات جمع کرنے اور آپؒ کی حیات طیبہ کے واقعات قلمبند کرنے کی جسارت نہیں کی جبکہ آپ ہی سے خرقہ پانے والے اور آپ ہی کے تربیت یافتہ اصحاب وارادت یافتہ اصحاب وارادت مندوں کی زندگی کے تفصیلی واقعات سے تذکرہ نویسوں کے اوراق بھرے پڑے نظر آتے ہیں۔یہی حال من وعن سیدی شاہ علی جیو گاؤں دھنیؒ کا بھی ہے۔

آپ کے قابل ذکر خلفاء میں حویزہ کے وہ شیوخ جنھیں تلقین وتعلیم کے بعد خرقہ ملا مندرجہ ذیل اصحاب مشہور ہیں

''الشیخ عارف باللہ حامد بن عمر العراقیؒ 'الشیخ عثمان ابن احمد المکیؒ 'الشیخ شہاب ابن عبد الصمد الحویزیؒ 'الشیخ عبد الرحمن بن احمد سہروردیؒ 'الشیخ جمال الدین ابن ادریس بداولیؒ 'الشیخ احمد بن محمود بن ادریس الجنی والبغدادی القادریؒ 'الشیخ یعقوب بن جمال بن فیوز چشتی' الشیخ نور الدین کمال الدین عمر الدمشقی رحمۃ اللہ علیہم اجمعین''

ہندوستان میں شہر نہروالہ (پٹن) میں جن شیوخ نے آپ کی صحبت میں رہ کر خرقہ پایا وہ یہ ہیں:

"الشیخ شرف الدین المشہدیؒ، الشیخ سید برہان الدین ابن سید محمود ابن جلال الدین حسینی البخاریؒ، سلطان احمد بن محمد مظفر شاہ، حضرت شیخ چھچھوا ساولی الاحمدی، شیخ احمد کھٹو المغربی رحمۃ اللہ علیہم اجمعین"

شیرازی بزرگوں میں:

"الشیخ علم الدین علی ابن احمد الآری، الشیخ حسن ابن دانیالؒ، الشیخ محمد القادر المخزومیؒ، الشیخ عبداللہ بن محمود باحضرمیؒ، الشیخ عبدالمنعم بن شیخ جازم الخراسانی المدنیؒ، الشیخ اسماعیل ابن حسن الواسطیؒ، الشیخ سلطان حامد البصرؒ، الشیخ ثابت ابن محمد المکیؒ، الشیخ مہدی ابن احمد ابن داؤد الرفاعیؒ، الشیخ عبدالکریم ابن عبد اللہ احمد القریشی العیدروسیؒ رحمۃ اللہ علیہم اجمعین"

حویزہ کے وہ بزرگ جنھوں نے مدت عمر آپ کی صحبت میں رہ کر استفادہ فرمایا، تلقین وہدایت، شرف نیابت وخرقہ خلافت حاصل کیا ان کی تعداد بے شمار ہے کہ ان صفحات میں اس کا احاطہ نہیں کیا جا سکتا ان میں سے چند ایک کے اسماء حسب ذیل ہیں:

"الشیخ محمد بن سلطان العارفین شاہ عبدالرحیمؒ، سید احمد رفاعیؒ، سید حسن رفاعیؒ، سید شاہ حسین سیف اللہ الحسینی الرفاعیؒ، الشیخ عبدالرحمن الفاروقی الاحمدیؒ، الشیخ محمد الواسطیؒ، الشیخ نورالدین ابن غیاث الدین رفاعیؒ، الشیخ نورالدین ابن غیاث الدینؒ، الشیخ اسحق ابراہیم الاحمدیؒ، الشیخ حسین ادریس الآریؒ، الشیخ موسیٰ ابن یحییٰ شیرازیؒ، الشیخ سلیمان ابن محمد القریشی الواسطیؒ رحمۃ اللہ علیہم اجمعین"

ان کے علاوہ آپ کے مریدوں کی تعداد لاکھوں میں ہے کہ گنتی نہیں کی جا سکتی، ان کی تعداد کا حصر ممکن نہیں، ملفوظات شاہ عبدالرحیمؒ میں جسے شیخ عبدالرحمن الفاروقی الاحمدی نے مرتب کیا ہے، آپ کے صاجزادے سیدی شاہ علی نور اللہ کی ولادت طیبہ کا ایک ایمان افروز واقعہ درج ملتا ہے جسے آپ کے دو نامور خلفاء شیخ عبد

الکریم ابن شیخ عثمان القریشی الاحمدی و الشیخ حسن ابن عبدالرحمن الاحمدی نے نقل کرتے ہوئے ان واقعہ کی توثیق کی ہے۔

''پیر کی آخر شب، سیدی سلطان العارفین، غوث الاعظم سیدنا احمد کبیر الرفاعی رضی اللہ عنہ کے خلیفہ، شیخ المشائخ قطب الاقطاب الشیخ حاجی رجب المعروف بہ سلطان محمد امیر الروم الاحمدی رضی اللہ عنہ کے روضۂ مبارک میں جب شاہ علی نور اللہ پیدا ہوئے تو حد نگاہ تک زمین و آسمان میں ہر سمت نور ہی نور پھیل گیا تھا۔ روضۂ مبارک کے حدود کا جہاں تک سلسلہ جاتا تھا روشنی کے باعث اس کا گوشہ گوشہ تابناک و منور ہو گیا۔ تاریکی روز روشن کے اجالے میں بدل گئی۔ لوگ ایسی روشنی دیکھ کر حیران و متعجب ہوئے، سمجھے کہیں آفتاب تو طلوع نہیں ہو رہا ہے! جو نیند میں تھے وہ حیرانی کے ساتھ اٹھ بیٹھے، جو جاگ چکے تھے انھیں اس واقعہ عجیبہ پر یقین ہی نہیں آتا تھا بلکہ ان کا حیر تو تعجاب ہر ہر لمحہ بڑھتا ہی جاتا تھا، خشیت و خوف سے کئی ایک کی گھگی بندھ گئی، تحیر کی شدت سے زبانیں گنگ اور آنکھیں پتھرا گئیں کچھ دیر بعد جب اوسان برجا ہو تو سبھوں نے عظمتِ الٰہی و کرشمۂ قدرت کے نظارہ پر نعرۂ تکبیر بلند کیا بعضوں نے اسے رحمتِ الٰہی جان کر درود شریف پڑھنا شروع کیا۔ یہ منظر اس قدر ایمان پرور روحانیت بخش اور وجد آفریں تھا کہ مسلسل تین گھنٹے تک چار ہزار افراد نے اس واقعۂ عجیبہ کی زیادت سے مشرف ہو کر فیوضات و برکات سے مستفید ہوئے اور دیر تک ہمہ تن رقصاں و وجد کنار ہوئے۔ درود و حمد و ثنا کی روح پرور صداؤں کے بلند ہو جانے سے ساری فضا معطر و مسخر ہو گئی۔ شور و غل نے اطراف و کنف کو متاثر اور سکوت سے بھرے ماحول کو منقلب کر دیا تو تب حضرت سیدی سلطان شاہ عبدالرحیم رفاعی محبوب اللہؒ اپنے کمرے سے

برآمد ہوئے اور لوگوں سے فرمایا'' ایسا شور نہ مچائیں'' رعب ومسرت کے ملے جلے جذبات سے پر ہو کر سبھوں نے بہ عجز وانکساری حضرت سے دریافت فرمایا: اے غوث العالم یہ روشنی کیسی؟ یہ نور کیا ہے؟ ہم نے ایسا نور اور ایسی روشنی کبھی نہیں دیکھی اور نہ ہمارے کان ایسے کسی واقعہ کے ظہور پذیر ہونے کی بات سے آشنا ہیں، للہ کچھ تو فرمائیے' آپ نے فرمایا لوگو! اس وقت میرا لڑ کا پیدا ہوا ہے وہ اللہ کا نور ہے جس کے نور سے یہ ساری فضا منور ہوگئی ہے میں اس موقع پر اللہ کا شکر ادا کرتا ہوں کہ میرا یہ نومولود نہایت مبارک وبابرکت ہے اس کی اولاد میں یکے بعد دیگرے امام الافراد' قطب العالم' غوث الثقلین وغیرہ ہوں گے اور ان سب کو اللہ تبارک وتعالیٰ کی طرف سے سلطان الصالحین وقطب العالم کے خطابات عطا ہوں گے۔ پھر فرمایا' اے لوگو! میرے اس لڑکے کو کثرت سے اولاد ہوگی' ان میں سے ایک جس کا نام عمر ہوگا وہ اللہ کی طرف سے رحمۃ اللہ کا خطاب سے سرفراز فرمائے گا' اس لڑکے ابراہیم جمال اللہ کے یہاں دولڑکے ہوں گے ایک نام سید حسین اور دوسرے کا سید علی جس کا نا سید حسین ہوگا وہ قضائے الٰہی سے عالم شیر خوارگی ہی میں انتقال فرمائے گا' اور جو سید علی ہوگا اسے بعض لوگ سید محمد اور بعض سید علی سے یاد رکھیں گے اور پھر سب لوگ اس کے دونوں ناموں پر متفق ہوں گے اور سید علی محمد مخاطب کریں گے۔ یہی وہ مبارک ومسعود لڑکا ہے جو اپنے وقت کا قطب الاقطاب' غوث الثقلین' سلطان العارفین والعاشقین امام الافراد ہوگا اور اللہ تبارک وتعالیٰ اس کے مراتب کو بلند کرے گا اور اسے پندرہ خطابات سے سرفراز فرمائے گا' ان پندرہ خطابات جلیلہ کا ذکر خطابات کے عنوان کے تحت سابق میں گذر چکا''۔

پھر سیدی سلطان الصالحین شاہ عبدالرحیم الرفاعی محبوب اللہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا

''یہ بشارت اور یہ نور جو سارے آسمان اور حدود جہات روضۂ حاجی رجبؒ کا احاطہ کیے ہوئے جو نظر آرہا ہے دراصل یہ اسی بابرکت و مسعود لڑکے شاہ علی محمد کا ہے۔ میری یہ بشارت اسی نورِ نظر کے لیے ہی ہے میں یہ اعلان حضور سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اور اللہ تعالیٰ سے بعد تصدیق و تحقیق کے کر رہا ہوں''۔

پھر آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا اے لوگو! گواہ رہو' میرا وہ لڑکا شاہ علی محمد جو آئندہ سلطان العارفین شاہ علی محمد مشہور ہوگا میں اس کو اپنا جانشین بناتا ہوں' وہ میری جگہ پر میرے بجائے میرا سجادہ نشین ہوگا اور اس کا مقام و مرتبہ' مجھ سے اور میری تمام اولاد سے اور تمام قرابت داروں سے درجۂ عاشقیت و مقام معشوقیت میں بلند تر ہوگا۔ اور تمام مراتب محبوبیت و مشعوقیت میں جزو کل کے ساتھ جملہ مشائخین سے جو میرے آباء و اجداد سے سوائے سیدنا احمد کبیر الرفاعی رضی اللہ عنہ کے افضل تر ہوگا اس کے اقوال اس کے افعال اس کے احوال اور اس کے طور طریق حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے احوال کے عین مطابق ہوں گے۔ وہ اپنے جد سیدنا احمد کبیر الرفاعی رضی اللہ عنہ کے اخلاق و عادات و اوصاف عالیہ میں ان کا ہم قدم ہوگا' اور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے کامل اتباع کی برکت کے باعث محی الملت' صاحب شریعت' حامل طریقت' واصل حقیقت' شیخ الموحدین والمحققین' امام الافراد' سلطان العاشقین والمعشوقین و محبوب رب العالمین ہوگا''۔

منسکر المزاج' خاندان عالیہ رفاعیہ کے بزرگوں کا وہ خصوصی وصف ہے کہ اس وصف و شرف میں ان کا کوئی شریک و سہیم نہیں۔ یہ وہ وصف قدسی ہے کہ جس نے اک عالم کو اپنا گرویدہ اور زمانہ بھر کو اپنا حلقہ بگوش بنا رکھا ہے ان کی ادنیٰ غلامی کی جسے عزت مل گئی اس نے حکمرانی عالم کا تاج اپنے سر پر رکھ لیا اور ان کے نعلین پاک کو سر پر

اٹھا لینے کی سعادت جسے حاصل ہوا سے اپنے آپ پر کیوں کر نہ ناز ہوگا' قابل رشک وتحسین ہے وہ دامن کہ جو ان کے گوشۂ چشم کرم کا منتخب ٹھہرا اور جسکے آستین بے مایہ کو ان کے علم وعرفان کا فیض مل گیا۔ یہ سب اسی ذات مجمع کمالات کا فیض ہے جس کی وسعت نظر کا احاطہ کرنا ناممکن ہے جسے دنیا محی الملت سلطان الواصلین سیدنا احمد کبیر الرفاعی رضی اللہ عنہ کے نام سے جانتی ہے۔

حضرت سلطان شاہ عبدالرحیم محبوب اللہ رفاعیؒ کی عمر شریف ۱۲۴ سال بابرکت و پرفیض رہی اس طویل عمر شریف میں تمام عرصہ تقویٰ وطہارت ذکر واذکار' صوم وصلوٰۃ' اشغالِ قدسیہ واعمالِ طیبہ کے معمولات میں سرمو فرق نہ آنے دیا' جب منشاء ایزدی پورا ہوچکا اور آپ کا رشد وہدایت تعلیم وتلقین کا کام مکمل ہوا تو وصل کا پروانہ اذن آگیا۔ آپ سجدۂ شکر بجالا کر بتاریخ ۱۷رمضان المبارک ۸۱۳ھ اس جہان فانی کو خیرباد کہا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون' ورفع اللہ درجاتہ واولادہ وصل اللہ علی محمد وعلی آلہ وصحبہ وبارک وسلم

حضرشاہ علی جیوگائوں دھنی علیہ الرحمۃ کا بچپن

عقیدت ومحبت' ایثار وقربانی' علم وہنر' صلح وآشتی' دل موہ لینے والے مناظر قدرت اور علم وعرفان میں ڈوبے شام وسحر میں ایام طفلی کا یادگار زمانہ گزارا در اصل قدیم سے گجرات ایک وسیع تر حصۂ ملک پر پھیلے ہوئے اس صوبے کا نام تھا جسکی حدیں ایک طرف دریائے کاویری اور دوسری سمت راجستھان کے ریتیلے سمندر تک پھیلی ہوئی تھیں' اس پورے علاقہ میں اور یہاں کی آب وہوا اور اس کے خمیر میں آدم کے وجود قدسی کی فردوسی مہک آج بھی نورانیت ومحبت الٰہی کی دمک نظر آتی ہے جب پہلے پہل اس ویرانے میں وصال محبوب کی تڑپ کے ساتھ اتارے گئے اور چند ساعتیں بڑی بے صبری سے تنہا بسر کیں تو غم ہجر سے بوجھل پلکیں آنسوؤں کے سیلاب کو دیر تک روکے نہ رکھ سکیں' جب اس کے قطروں کو اس خشک زمین نے جذب کرلیا تو یہ زمین چشم یزداں کی توجہ کا باعث اور فلق وعرش کی نظروں میں محترم ہوگئی۔

حضرت سلطان العارفین شاہ علی جیوگاؤں دھنیؒ کا بچپن یکسر صحن تنہائی میں گزرا کہ ابوالبشر کی سنت ترک نہ ہونے پائے کم سنی کے اس دور میں آپ اپنی فطرت سلیمہ وعادت کریمہ کے باعث کھیل کود ولہولعب کی محفلوں

سے ہمیشہ دور رہتے۔ شعور و فکر کی عمر کو پہنچے تو وقت کے قابل اساتذہ و فاضل علما سے ابتدائی تعلیم حاصل کر کے فائز المرام ہوئے تکمیل نصاب علمیہ مروجہ و تحصیل علوم عقلیہ و نقلیہ کے بعد اپنے والد محترم سیدی شاہ ابراہیم مظہر جمال اللہؒ سے تزکیہ نفس اور تجلیہ قلب کی تربیت پائی اور اشغال باطنی کے استفاضہ کے بعد مجاہدات شب و روز سے ''تصور وتصدیق'' کی مشق کر کے کالم ہوئے۔ مزید تکمیل مراحل سر الوجود و ترحیل منازل عالم شہود کے بعد خرقہ خلافت پہنا جیسا کہ عبدالجبار خاں تذکرۂ اولیائے دکن میں لکھتے ہیں

''علمائے گجرات کی خدمت میں کتب تحصیلی سے فراغت پائی اور والد ماجد سے خلافت و اجازت حاصل کی''

قدرت کے کبھی نہ ختم ہونے والے خزانۂ علمیہ سے آپ کو دولتِ علم کے علاوہ ذہانت و ذکاوت کی ایسی نعمتِ عظیم اور مہتمم بالشان قوت حافظہ بھی ملا کہ آپ کے سامنے اکابر علمائے وقت کان پکڑتے تھے۔ آپ کے فضائل حد شمار سے باہر ہیں۔ آپ نے بہت کم عرصہ میں علوم باطنی، اسرار و تصوف، نکات و رموز میں ایسا کمال حاصل کرلیا کہ طالبان حق و ہدایت کے لیے آپ کا وجود روشن چراغ تھا، جب سمند رشد و ہدایت و منصب قرب ولایت پر رونق افروز ہوئے تو کمال آفرینی کے جوہر زبان زد عام ہو گئے، عرصہ دراز تک پورے یقین و اعتماد سے درس و تدریس تلیغ و تلقین کے کام میں فرق نہ آنے دیا، تمام عمر اشاعت دین حنیف میں بسر فرمائی۔

آپ کی ذات مجمع کمالات کے فیضان سے بے شمار گم کردۂ راہ حق و مبتلائے فسق و فجور افراد نے توبہ کی اور اپنے معاصی سے دست بردار ہوئے اور اخلاق رذیلہ سے نجات پائی، سینکڑوں نے ایماں و یقین کی دولت کو آپ کے آستانہ کی چوکٹ سے سمیٹ لیا، ہزاروں نے آپ کے دامن سے بندھ جانے میں اپنی عافیت سمجھی انگنت نے مقامات علم و عرفان طے کئے اور آپ کی زندگی کا ہر لمحہ ''ان الص'' کی تفسیر تھی تذکرۂ اولیائے دکن میں مرقوم ہے

''طالبین و مریدین آپ کے فیض صحبت سے مراتب اقصیٰ و مدارج اعلیٰ کو پہنچے اہل گجرات پر آپ کی تعلیم و ہدایت کا ایسا اثر ہوا کہ گھر گھر مریدی کا سلسلہ جاری ہوا''

آپ علیہ الرحمہ کے خصائص وشمائل فخیمہ

حضرت سلطان العارفین شاہ علی جیوگاؤں دھنی ؒ کے مکارم اخلاق،وخصائل کریمہ وشمائل فخیمہ کی سطح بہت اونچی تھی، آپ ؒ کی شخصیت اپنے جد اعلیٰ سیدی سلطان الواصلین سید احمد کبیر الرفاعی رضی اللہ عنہ کی بولتی تصویر تھے۔ قناعت پسندی وفقیرانہ شان بے نیازی آپ کی ایک ایک ادا سے جھلکتی تھی بذل وعطا، عفو ودرگزر،جود سخا میں کوئی آپ کا ہمسر نہ تھا، کشادہ دست وسیر چشم بزرگ تھے۔دور دراز سے طالبان حق آپ کے در فیض پر آستانہ بوسی کے لیے پہنچتے تھے۔ یہ دستگیر ہند بلالحاظ مہذب وملت ہر ضرورت مند کی ضرورت پوری فرماتے آپ چوکھٹ پر جو بھی پہنچ جاتا آپ بہ نفس نفیس اس کی ہر طرح کی آسائش، رہنے سہنے، کھان پان وغیرہ کی خود نگرانی فرماتے۔آپ ؒ کی شخصیت ہمہ جہت اور جہت میں بے مثل نظر آئے گی چاہئے حیا وحلم ورع وتقویٰ کے کسی بھی پہلو کو لیجئے آپ کی شخصیت بے نظیر معلوم ہوتی ہے۔جو کوئی آپ ؒ سے ایک مرتبہ مل لیتا اس سے آپ کی ملاقات کے لمحات فراموش نہ ہوتے۔مہمان نوازی کا انتظام ہو کہ غربا پروری کا اہتمام، معاملات دینی ہوں کہ مناسبات دنیوی، آپ یکمراسم اپنے ہم وطنوں سے بھی اتنے ہی قریب تھے جتنے آپ کے ہم نشینوں سے ہم سایہ ہو کر ہم رشتہ بلا فرق مراتب سب سے خندہ پیشانی سے ملتے، لوگ آپ سے تسکین قلب وتمز ین علم وادب پا کر سرخ رو وکامیاب ہوتے، جہاں دیدہ نگاہیں کہ اٹھتیں کہ اگر کوئی اس زمانے میں سیدی احمد کبیر رفاعی رضی اللہ عنہ کے اوصاف عالیہ وصفات قدسیہ کو دیکھنا چاہے تو وہ حضرت سیدی شاہ علی جیوگاؤں دھنی ؒ کو دیکھ لے۔

آپ کی اس ہم مثل ومشابہ صفات کے باعث آپ کا خصوصی وجزو اسم لقب ''معشوق اللہ'' آپ کے جد کے لقب پر ہی آپ ؒ کو ملا۔آپ کی منکسر المزاجی، نفس کشی اور شان تواضع کے باعث آپ کا آستانہ ہمیشہ متوسلین سے آباد رہتا۔استغنا کا یہ عالم کہ خود بھوکے رہتے دوسروں کو کھلاتے آپ کے دستر خوان کرم کی نمک خواری سے ہر زبان آشنا اور ہر فرد رطب اللسان تھا۔اخلاق عظیمہ کے جس پہلو پر نظر ڈالئے ''تخلق باخلاق اللہ'' کا نمونہ ہی پائیے گا۔ آپ سراپا عجز وانکسار تو تھے ہی تواضع وایثار کا بھی شاہکار قدرت تھے، آپ ؒ کو مخلوق خدا سے ایسی ہی محبت تھی جیسی ماں کو اپنے بچے سے ہوتی ہے جیسا کہ تاریخ علی گڑھ میں مرقوم ہے

"شاہ صاحب سراپا عشق و محبت تھے"

آپ کی فطرت سلیمہ میں فقیرانہ وصف، شان استغناء کا جو عنصر شامل تھا' اس کی تمکنت اور اس کے وقار میں کبھی ناہمواری و کمی دیکھی نہیں گئی' روز اول سے جن معمولات کی پابندی لازم کر لی تھی آخر وقت تک ترک نہ فرمایا' مستحب ونفل' سنت و فرض کی پابندی اوقات مداومت رکھی' کبھی کسی سے اپنی کسی ضرورت کا اظہار نہیں فرمایا اور نہ کبھی بھولے سے بھی کسی کی دل شکنی کی۔ درس و تدریس ہو کہ فرصت و تفکر کے لمحات بلا ضرورت کبھی کسی سے کلام نہیں فرماتے آپ کی ذات بابرکات ہر لحاظ سے فائق تھی۔ کیا توکل و تقویٰ اور کیا زہد و استغنا آپ صفات قدوسی کے نقش ہمہ رنگ تھے۔ دکھاوا' شہرت' ریا' ظاہر داری کی علت سے بچنے کے لیے خود کو ساری عمر زمرۂ علماء سے جدا رکھا' اگر چہ تشنگان علم آپ کی ایک ایک بوند کے لیے ہمیشہ لب کشا و بہ لب رہتے اور جب یہ عطا ہو جاتی تو سیر ہو کر اٹھتے۔

آپ رحمۃ اللہ علیہ کو گجرات سے والہانہ محبت تھی اور اس پر کسی کی نکتہ چینی و تنقید آپ کو گوارہ نہ ہوتی اگر چہ آپ اپنی اس ناگواری و خفگی کا اظہار اپنے کسی قول و فعل سے ہرگز نہ ہونے دیتے کہا جاتا ہے کہ

"جس طرح مالک اپنے ملک کی حفاظت کرتا ہے اسی طرح آپ بھی
گجرات کی حفاظت فرماتے تھے"

ازواج

حضرت سلطان العارفین شاہ علی جیو گاؤں دھنیؒ نے بہ عمر تیس سال خاندانِ عید الروسیہ کی نہایت پرہیزگار' عابدہ' زاہدہ و عفیفہ دہر خاتون حضرت بی بی سیدہ ام سلمیٰؒ سے عقد نکاح فرمایا تھا۔ جن کا شجرۂ نسب یوں ہے

"سید محمد عید الروس بن سید احمد عید الروس بن سید شیخ عید الروس بن سید عبد اللہ
عید الروس بن سید شیخ عید الروس بن ابو کر سکران بن عبد الرحمن سقاف بن محمد
مولیٰ الدویلہ بن علی بن علوی بن فقیہ المقدم بن علی بن محمد صاحب المرباط بن علی
خالع قسم بن علوی بن محمد بن علوی بن عبید اللہ بن المہاجر بن عیسیٰ بن محمد بن علی
بن امام جعفر الصادق۔۔۔الی الآخر۔ رضی اللہ عنہم اجمعین"

خلفاء وجانشین

حضرت سلطان العارفین شاہ علی جیوگاؤں دھنیؒ کی اولاد ہوئی یا نہیں اس پر بڑا اختلاف ہے مگر صحیح قول تو یہی معلوم ہوتا ہے کہ آپؒ کی کوئی اولاد نہیں تھی' حضرت سیدی شاہ علی جیوگاؤں دھنیؒ کے کوئی سلبی اولاد نہ ہونے کی وجہ سے آپؒ کا سلسلہ عالیہ آپ کے خلفاء سے ہی جاری وساری ہے۔خاندانی ملفوظات میں ہے کہ جس زمانے میں شیخ احمد بن حسن العمودی قدس سرہ عراق سے ہجرت فرما کر گجرات احمد آباد میں قیام فرمایا تو حضرت سیدہ شاہ علی جیوگاؤںؒ کے خصوصی مہمان رہے دوران قیام دونوں میں باہم تبادلہ خیالات ہوتے رہتے۔چونکہ حضرت شیخ احمد بن حسن العمودیؒ بانی خاندان وسلسلہ عمودیہ کے جد اعلیٰ شیخ سعید بن عیسیٰ العمودیؒ کی اولاد اطہار سے ہیں اور انھیں چاروں سلاسل عالیہ' قادریہ' رفاعیہ' مغربیہ وعمودیہ میں خلافت ونعمت حاصل تھی اور سلسلۂ عالیہ قادریہ میں سات واسطوں سے سلسلہ رفاعیہ میں چار واسطوں سے یہ خصوصی نعمت آپ کو حاصل تھی اس لئے حضرت سیدی شاہ علی جیوگاؤں دھنیؒ نے اپنے مہمان کی خوبیوں وصلاحیتوں کو جان کر انھیں بعد تکمیل مراتب ستہ خلافت ونیابت سے مشرف فرمایا۔شیخ احمد بن حسن العمودیؒ کے جد اعلیٰ سیدی شیخ سعید بن عیسیٰ العمودی قدس سرہ کے بارے میں تذکروں میں لکھا ہے کہ آپ شکم مادری ہی میں درجۂ ولایت پر فائز تھے۔آپ نے قاعدے کے مطابق نہ تو علم دین ہی سیکھا اور نہ ہی علم عرفان کے حصول کیلئے کسی کے سامنے زانوئے ادب تہ کیا باوجود پڑھے لکھے نہ ہونے کے اپنے معاصرین علماء کو دینی مسائل میں مشورہ دیتے' ظاہری و باطنی دونوں ہی طرح کے علوم پر آپ کو ہمعصر علماء میں فوقیت حاصل تھی آپ لفظی ستائیش وشہرت دنیوی سے متنفر تھے' قرآن تو کسی سے پڑھا ہی نہ تھا مگر کسی کو غلط پڑھتے دیکھ لیتے تو فوراً ٹوک دیتے اور خود درست قرأت کر کے صحیح قرآن پڑھنے کی ہدایت فرماتے۔قرآن کی کوئی سورت ہو کہ آیت خفیفہ' آپ اس کا مقام اور منزل یوں بتادیتے کہ حفاظ بھی اسقدر جلد بتانے پر قادر نہ ہوتے بلکہ آپ کے حفظ قرآنی کا انداز دیکھ کر اپنے کان پکڑتے۔آپ بے حد نماز کے پابند' عبادت گزار' زاہد ومتقی و پرہیز گار مرد کامل تھے۔آپ کی کثرت نماز گزاری کو دیکھ کر لوگوں نے آپ کو عماد الدین کے لقب سے ملقب کر دیا' بعد میں یہی لقب کثرت استعمال کے باعث ''عمودی'' ہو گیا یہی اس سلسلہ عمودیہ کی بنیاد بن کر شہرت پا گیا۔

آپ نے اپنے پوتے حضرت شیخ احمد بن حسن العمودیؒ کو ہندوستان ہجرت کر جانے کی ہدایت کی تھی اسی ہدایت واشارے کو پا کر آپ کے پوتے شیخ احمد بن حسنؒ معہ چند مریدوں کے ساحل گجرات پر اترے اور کچھ دنوں بعد حضرت شاہ علی جیوگاؤں دھنیؒ کے مہمان رہ کر عرصہ دراز تک استفاضہ علمی کرتے رہے۔یہیں دوران قیام احمد آباد شیخ احمد بن حسن العمودیؒ کے یہاں شیخ عبدالقادرؒ کی ولادت ہوئی۔اس بابرکت نومولود کو دیکھ کر حضرت شاہ علی جیوگاؤں دھنیؒ نے مسرت کا اظہار فرمایا اور اسے گود لے کر اس کی پرورش فرمائی شجرۃ العمودیہ میں آپ کے بارے میں یہ عبارت درج ملتی ہے

''شیخ عبدالقادر العمودی خلیفہ و متبنیٰ و صاحب سجادہ شاہ علی جیوگاؤں دھنیؒ''۔

حضرت سید شاہ علی جیوگاؤں دھنیؒ نے اپنی توجہ شفقت و محبت سے شاہ عبدالقادرؒ کی ظاہری و باطنی پرورش فرمائی شب و روز کمال زہد و تقویٰ سے شیخ عبدالقادرؒ نے بھی عرفان الٰہی حاصل فرمایا تحصیل علم و تکمیل مراتب رفاعیہ کے عبد حضرت قدس سرہ نے آپ کو دستار فضیلت و خرقۂ خلافت سے سرفراز فرما کر اپنی بہت سی نعمتوں سے سرفراز فرمایا۔

حضرت قدس سرہ کے بہت کم خلفا کے اسما شجرات میں ملتے ہیں اس کی وجہ یہی بتائی جاتی ہے کہ آپ کا جو بھی مرید ہوتا وہ خدا شناسی کے رمز اور خدا ترسی کے جوہر سے آراستہ ہو کر مدارج قرب و اتصال سے مشرف ہو جاتا تھا۔آپ کے جن قابل ذکر خلفاء کے نام مشہور زمانہ ہیں ان میں ایک سید القادر العمودی ہیں جنہیں خلافت بھی ملی اور سجادہ نشینی بھی اور انہی کی اولاد اطہار میں آج تک سجادہ نشینی چلی آرہی ہے اور دوسرے سید مصطفی حبیب اللہؒ ہیں۔

سیدی شاہ مصطفی حبیب اللہؒ نے عطائے خلافت و اجازت کے بعد مضافات احمد آباد میں مسلک رفاعیہ کی ترویج و اشاعت کا اہم ترین فریضہ انجام دیا۔آپؒ کی تلقین و تعلیم سے بے شمار افراد داخل سلسلہ ہو کر انعاماتِ الٰہی کے اہل ہوئے کئی ایک نے صاحب صفا و تقویٰ برگزیدۂ عالم ہو کر مخلوق خدا کو راہ راست پر لانے کا کام انجام دیا انہی میں آپ کے بھی دو خلفائے بڑا نام کمایا۔ایک سیدی ابراہیم عبداللہؒ ہیں جنھوں نے دیوان شاہ علی جیوگاؤں دھنی کو دوسری مرتبہ تفصیلی دیباچے کے ساتھ مرتب کیا تھا انہی کو عام طور پر محققین کرام نے حضرت شاہ علی جیوگاؤں دھنیؒ کا

پوتا سمجھا اور اس مغالطے کی بڑی وجہ ناموں کے ساتھ ابن لکھ جانے سے ہوئی ہے شجرات طریقی میں عموما خلیفہ کے لفظ کی صراحت نام کے ساتھ کبھی نہیں کی جاتی کہ اس میں غیریت و دوئی کا تصور پیدا ہو جاتا ہے جبکہ ابن سے یہ بات ظاہر نہیں ہوتی یعنی وہی وہ ہے جو جیسا کچھ تھا اسی راز و بات کو شارع علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے ''ولد سر لابیہ'' میں ظاہر فرمایا تھا۔ جسے عرفا نے اپنے آپ میں اپنے پیر کا حقیقی بھید پا کر جس بات کی تکمیل پیر کے قول و فعل میں ہونے سے رہ گئی تھی اب اس کی تکمیل اس کے لیے قول و فعل سے ہونے لگی اسی باعث وہ ابن کہلایا جس طرح کہ کہا جاتا ہے باپ کے تحت شعور میں اگر شاعر بننے کا جذبہ موجود تھا لیکن حالات اور مواقع فراہم نہ ہونے کی وجہ وہ اپنے اس جذبے کو پروان نہ چڑھا سکا تو یہی جذبہ اس کی کسی اولاد میں منتقل ہو کر اس کی عملی صورت گری کرتا ہے۔ یہی مفہوم ہے ''الولد سر لابیہ'' کا۔

سید شاہ مصطفی حبیب اللہؒ کے دوسرے خلیفہ کا نام سید عبدالقادر نادر اللہ المشہور بہ شاہ علی ثانیؒ ہے سید شاہ مصطفی حبیب اللہؒ سے خلافت کا سلسلہ یوں چلا ہے

سید شاہ مصطفی حبیب اللہؒ

سید ابراہیم عباد اللہؒ

سید غیاث الدین کنز معرفت اللہؒ

سید علی جیو محبوب اللہؒ

شیخ محمد عمودی الرفاعیؒ ۔۔۔ الی الآخر

شاہ علی جیو گائوں دھنی علیہ الرحمۃ کے مشاغل قدسیہ

حضرت سیدی شاہ علی جیو گاؤں دھنیؒ بڑے عابد و زاہد تھے زہد میں آپ کے برابر کوئی نہ تھا' آپ کو مراقبات اور محاسبہ میں کمال حاصل تھا۔ آپ سوختۂ عشق اشتیاق شیفتۂ قرب و احراق آں ثانی شیخ احمد کبیر الرفاعی تھے۔ آپ شب روز اوقات نماز اور فرائض کی ادائیگی کے بعد کثرت سے نوافل پڑھتے یاد الٰہی سے آپ کا کوئی لمحہ خالی نہ تھا۔ آپ کوئی کام کرتے ہوتے تب بھی آپ کا قلب اللہ کے ذکر میں جاری رہتا۔ ہر رات ذکر الٰہی تلاوت قرآن اور

تہجد کے بعد تھوڑی دیر استراحت فرماتے بس یہی وقفہ آپ کا شب و روز کی تکان ذائل کرنے کا تھا۔

دن و رات کا زیادہ حصہ ذکر و شغل میں گذرتا آپؒ کے دست مبارک میں سو منکوں والی سانپ کی ریڑھ کی ہڈیوں سے بنی تسبیح رہتی جس پر آپ تسخیر نفس کے لیے اسماء جلالی کا ورد فرماتے‘ ہزار دانوں والی تسبیح‘ لکڑی کے منکوں کی بنی جسے آپ رات کے اوقات کے وظائف میں استعمال فرماتے۔ یہ اسمائے جمالی کے ورد میں کام آتی۔

شاہ علی جیو گائوں دھنی علیہ الرحمۃ کی نماز

نماز کے لیے ہمیشہ بے چین رہتے خود وقت پر فرض نماز ادا فرماتے اور لوگوں کو بھی سخت تاکید سے وقت پر نماز پڑھنے کی تلقین فرماتے۔ آپ کی نماز کی آدائیگی کا طریقہ بڑا ہی دلچسپ ہے‘ یوں معلوم ہوتا کہ ’’ایاک نعبد وا وایاک نسعین ‘‘ کی تفسیر معلوم ہوتی ہے۔

آپؒ جب مصلیٰ پر ادائیگی نماز کے لیے کھڑے ہوتے تو خدائے ذوالجلال سے راست مخاطب ہوتے ’’اے اللہ کیا تو موجود ہے؟ جواب ملتا موجود ہوں تو پھر اس طرح نیت فرماتے تو میرے سامنے میں تیرے سامنے پھر اللہ اکبر کہتے‘‘۔

ایک مرتبہ لوگوں نے آپ سے فجر کی نماز کی امامت کرنے پر اصرار کیا‘ آپ نے کہا لوگو! مجھے امامت کرنے کی تکلیف نہ دو‘ لوگ بے حد مصر ہوئے‘ چونکہ آپ کسی کا کہا ٹالتے نہ تھے‘ راضی ہو گئے امامت فرمائی اتحیات پڑھنے بیٹھے تو اسقدر توقف فرمایا کہ سورج ہی نکل آیا اور دھوپ لوگوں پر پھیل گئی۔ تب کچھ دیر بعد آپ نے سلام پھیرا دعا فرما کر اٹھے تو لوگوں نے سبب پوچھا‘ آپ نے فرمایا میں نے اللہ تبارک وتعالیٰ سے تمام مقتدیوں کی نماز اور تمام کو قبول کر لینے کی درخواست کی جو قبول ہوگئی۔ اس مژدۂ جاں فزا کو سن کر لوگ وجد کرنے لگے۔ جس قدر لوگوں نے اقتدا کی تھی سب کے سب مقرب اللہ ہوئے اور مراتب اعلیٰ کو پہنچ کر برگزیدہ عالم ہوئے۔ اس کے بعد آپ نے لوگوں سے وعدہ لیا کہ وہ پھر کبھی امامت کے لیے اصرار نہ کریں گے۔ کچھ عرصہ بعد جب اور لوگوں کو اس کی اطلاع ہوئی وہ بھی آپ کی مسجد میں نماز پڑھنے چلے آئے اور اسی طرح کا اصرار فرمایا آپ نے کہا‘ میری

امامت میں نماز ادا نہ ہو سکے گی مجھے معاف فرمائیں لوگ نہ مانے آپ بادل ناخواستہ تیار ہوئے اور کہا میں پہلے سنت پڑھوں گا آپ حضرات مشاہدہ کرنا کہ میرے کپڑوں پر کسی قسم کا کوئی تغیر تو رونما نہ ہو رہا ہے۔ اگر ہو تو مجھے امامت سے معذور جان لینا لوگ راضی ہو گئے تو آپ نماز کے لیے کھڑے ہوئے۔ آپ ہمیشہ سر قدس پر سفید عمامہ باندھا کرتے اور پشت پر اس کا ایک سر چھوڑ دیتے آپ نے جب نماز شروع فرمائی تو لوگوں نے دیکھا کہ آپ کا عمامہ لہو سے سرخ ہو رہا ہے۔ نماز ختم ہوئی تو لوگوں نے دوسرا عمامہ سر پر باندھا پھر آپ نماز ادا کرنے کے لیے کھڑے ہوئے یہ بھی اسی طرح رنگ گیا تو لوگوں نے جانا کہ آپ مرضی مولا کے پابند ہیں پھر کبھی اصرار نہ فرمایا۔ برسبیل تذکرہ یہ بات یہاں مناسب ہوگی کہ اسی وجہ سے آپؒ کی گنبد کا کلس سرخ رنگ کا اور سارا گنبد سفید رنگ کا ہے۔

شاہ علی جیوگائوں دھنی علیہ الرحمۃ کا ذریعہ معاش

آپ رحمۃ اللہ علیہ کو فن دستکاری میں بھی مہارت حاصل تھی۔ آپؒ بہترین خوش نویس تھے، آپ کے دست مبارک کا پنجہ علم جسے آپ ہر سال نشانِ غوث پاکؒ پر لگوا کر برآمد کرتے آج بھی محفوظ تبرکات ہے، کہا جاتا ہے کہ اسے پانچ دھاتوں سے گوندھ کر بنایا گیا ہے۔ سرکار پیران پیر غوث الاعظم دستگیرؒ کے نشان مبارک کا کپڑا جو گہرے سیاہ رنگ کا ہے جس پر درمیان میں دائرہ بنا کر "المدد یا عبد القادر شیء للہ" سفید کپڑا کاٹ کر طغرے کی بنائی کی ہے۔ آپ کے دادا حضرت شاہ عمر مظہر رحمۃ اللہ علیہ کے دست مبارک کا کاڑھا ہوا ہے۔

وہی حضرت سیدی شاہ علی جیوگاؤں دھنیؒ کا ذریعہ معاش کاشت کاری تھا۔ اک وسیع زرخیز قطعۂ زمین پر آپ کاشتکاری فرماتے۔ کبھی کسی مقامی کسان سے قول وقرار پر کاشت کے حصہ دار ہوتے اور کبھی خود تنہا کاشت فرماتے فصل پکنے پر تمام کی تمام محتاجوں، ضرورتمندوں، مسافروں اور مہمانوں پر خرچ فرماتے، کہا جاتا ہے کہ کٹنے سے قبل ہی اس کی بڑی مقدار پرندوں کی غذا بنتی۔ آپ اپنے کھیتوں کے اطراف بڑے بڑے اونچے درخت لگوا رکھے تھے جن پر پانی کے بڑے بڑے برتن پانی سے بھروا کر آویزاں کر کے رکھے جاتے تا کہ ان فصلوں سے جب پرندے اپنا رزق پالیں تو پانی بھی پی لیں۔ کہا جاتا ہے کہ فصل کے زمانے میں یہاں ہمہ رنگ و ہمہ قسم کے

عجیب وغریب پرندے اپنا آب و دانہ حاصل کرنے پہنچ جاتے جو عام طور پر کہی اور جگہ نظر نہیں آتے ۔حق بات تو یہ ہے کہ آپ اپنے ہر فعل کو اللہ کے اجر کا مستحق بنالیا کرتے اسے ضائع نہ ہونے دیتے تھے، چنانچہ آپؒ کا شتکاری بھی اسی مقصد کے تحت فرمایا کرتے تھے کہ زیادہ سے زیادہ مخلوق خدا کو فائدہ پہنچے حدیث شریف میں آیا ہے

”ایک دن رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو مسلم کوئی درخت لگائے اور اس درخت سے کوئی انسان یا جانور کچھ کھائے تو وہ کھانا درخت لگانے والے کے لیے باعث اجر ہوگا“۔

وصال شریف ومزار مبارک

حضرت سیدی شاہ علی جیوگاؤں دھنیؒ کا وصال ۷۷ سالہ عمر شریف میں بتاریخ ۱۴/جمادی الاول ۹۷۳ھ مطابق ۷/ڈسمبر ۱۵۶۵ء میں ہوا۔تذکروں اور تاریخ ادب اردو میں آپکے وصال کی تاریخ وسن میں کافی اختلاف پایا جاتا ہے۔تاریخ وسنہ وصال پاک شجرۃ الاحمدیہ میں یوں مرقوم ہے

وتوفی فی رابع عشر من شہر جمادی الاول سنہ ثلث وسبعین وتسعمایۃ من الھجری

نیز تواریخ رحلت شدن کے عنوان کے تحت حسب ذیل نظم اور قطعات درج ہیں

شنیدم رحلت شد آلِ طہ
نبیرہ سیدی سلطان احمدؒ
شہ کونین غوث دین ودنیا
کہ بودش واقف اسرار امجد
رسول اللہ بہ وے خرقہ عطا کرد
بحکم ایزد وبیچوں وبے حد

چو کردم فکر تاریخ وصالش
خرد گفتا ''حبیب از فیض احمد''۹۷۳

حضرت سیدی شاہ علی جیوگاؤں دھنیؒ کے ایک مرید حضرت صالح محمد بن شیر محمد احمدیؒ نے آپ کے سانحہ ارتحال پر یہ نظم قلمبند کی

حمدے برآں دم برزبان مرشاہ شاہی اکبراست
ہم حیات وہم ممات وقدرتش فاضل تراست
گویم درود بعداز آں بر روح شاہ انبیاء
کز نور شاں مظہر ہمہ لولاک چتہ برسراست
دادہ بہ سلطان سیدی احمد کبیر امتلش
از ابتدا خیر البشر فرمودہ شد ان مشہراست
در آل آں شمس الضحیٰ بودند سلطاں عارفیں
شاہ علی از فیض او مرشد بدے کامل تراست
شہر جمادی الاولیٰ ہفتا دوسہ نہصد سنہ
از بعد ہجرت مصطفی رحلت مسطر است
ماہی منور درجہاں تابود روزے چہاردہ
از پانزدہ پس پرجہ وآن روشن بہ در ہبر است
فیضش بکر دد منقطع از کرم حق سبحانہ
چوں قطب ثابت انجمی باشد یک یک گوہر است

آپؒ کی درگاہ کی چوکھٹ پر تحریر کندہ ہے

''حضرت شاہ علی جی گامدھنیؒ معشوق اللہ الرفاعی ابن سید ابراہیم مظہر اللہ الرفاعی المتوفی ۱۸/صفر ۹۷۰ ہجری''

جبین آستانہ چوکھٹ پر جو تاریخ وصال درج ہے اس کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ کسی انگریز نے اسے کندہ کروا کر لگوایا تھا اسی تاریخ کو آپ کا عرس مبارک ہر سال احمد آباد میں ۱۸ ؍صفر المظفر کو کیا جاتا ہے۔معتبر روایات اور بالخصوص ڈاکٹر محمد سراج الحسن صاحب جن کا تحقیقی پر مغز مقالہ ''جواہر اسرار اللہ کی تنقیدی تدوین'' نہ صرف یہ ایک مقالہ ہے بلکہ انداز ترتیب سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ نذر نہ عقیدت ہے جو کہ ایک مخلص عقیدت مند کی طرف سے بر بارگاہ سید شاہ محمد علی جیو گام دھنیؒ میں پیش کیا گیا اس مقالہ کی تنقیدی و تحقیقی روایات سے بھی یہ ثابت ہوتا ہے کہ آپ کا وصال ۱۴ ؍جمادی الاول ۹۷۳ ہجری ہی کو ہوا عرس کی یہ تاریخ دراصل شاہ علی جیو نادر اللہ عرف میاں جی کے تاریخ صوال سے بدل گئی ہے۔تحقیق کئے بغیر نام کی یکسانیت کے باعث مورخین ومؤلفین نے شاہ علی جیو نادر اللہؒ کو حضرت شاہ علی جیو گاؤں دھنیؒ سمجھا۔

شک وشبہ کی گنجائش نہیں ہونی چاہئے کہ حضرت شاہ علی جیو اپنے قلب گاؤں دھنیؒ کے ساتھ پوری دنیا میں واحد وتنہا شخصیت کا نام ہے قلب گاؤں دھنی صرف آپؒ ہی کے ساتھ خاص ہے۔آپؒ سے پہلے اور بعد اس لقب کا سہرا کسی کے سر نہیں آیا۔اور شاہ علی جی ثانی یعنی شاہ علی جیو نادر اللہؒ کا لقب نادر اللہ خود اس بات کی شہادت ہے کہ انھیں کسی بھی طرح گاؤں دھنی کے لقب سے کسی نے ملقب نہیں کیا اور نہ ہی خود انھوں نے گاؤں دھنی لقب کو اپنے نام کا جزو بنایا۔

جنتی دروازہ

حضرت شاہ علی جی گام دھنیؒ کی مسجد سے متصل بجانب قبلہ،پتھر کی ایک حسین کمان بنی ہوئی ہے جو سنگ تراشی کا اک بہترین نمونہ ہے۔یہ کمان مسجد نبوی ﷺ کی کمانوں سے بڑی حد تک مشابہ نظر آتی ہے اس کے بارے میں لوگوں میں مشہور ہے کہ یہ وہی مقام ہے جہاں حضرت شاہ علی جی گام دھنیؒ نے حضرت شاہ محمد غوث گوالیریؒ کو سات آسمانوں اور عرش اعظم کی سیر کرائی اور مشاہدۂ حق سے سرفراز فرمایا تھا۔کمان کی دونوں جانب اندرونی حصے پر ستون کی گرہ کے ذرا نیچے ''یا اللہ شافی محمد کافی'' ابھرے ہوئے حروفوں میں نقش کیا ہوا ہے۔یہ فن خطاطی کا اک بے حد متاثر کن نمونہ ہے اسے صاف پڑھا جاسکتا ہے۔

جنتی دروازے سے متعلق ایک روایت یہ ہے کہ مظفر شاہ گجراتی نے اسی مقام پر حضرت شاہ علی جی گامدھنیؒ سے معراج نبی کریم ﷺ کی دلیل پوچھی تھی، جب اسے تشفی ہوگئی تو اس مقام کو بطور یادگار اس نے بہ شکل کمان محفوظ کر دیا۔ عام طور پر لوگ اسے تبرک حضرت شاہ علی جی گامدھنیؒ کا تصور کرتے ہوئے برکت حاصل کرتے، اور اللہ عزوجل سے امید کرتے ہیں کہ کمان میں سے گزر جانے والا ہر قسم کی بلیات مصیبت، پریشانیوں اور مسائل سے چھٹکارا پالیتا ہے۔ ہر سال نویں محرم کے دن فجر کے ساتھ ہی یہاں لوگوں کا اک بڑا امیلا سا لگ جاتا ہے۔ عورتوں اور مردوں کی علاحدہ علاحدہ طویل قطاریں لگ جاتی ہیں۔ ہر شخص اللہ عزوجل کے فضل کی تلاش میں {ومن یعظم شعئر اللہ فانھا من تقوی القلوب} کے تحت امید کرتے اللہ کی ذات غفوریت سے کہ اس دن اس دروازے میں سے گزرجانا باعث نجات اور سال بھر کے لیے عافیت کا سبب ہوگا۔ عوام میں یہ بھی طریقہ ہے کہ جب کوئی شخص قضائے الٰہی سے مرجائے تو اس کی نماز جنازہ پڑھنے کے بعد میت کو اس کمان میں سے لے کر نکلتے ہیں اور پھر قبرستان لے جا کر دفن کر دیتے ہیں۔ ایسا کرنے سے، کہا جاتا ہے کہ مردہ عذاب قبر سے محفوظ اور اس کے گناہوں میں تخفیف ہوجاتی ہے۔

مہر مبارک

یہی طغریٰ اور یہی عبارت آپ کی مہر مبارک میں بھی تھی۔ یہ لکڑی کے ہشت پہلو ٹکڑے پر کھدے ہوئے حروفوں میں ہے، جس کے اطراف اوپر کی جانب "بسم اللہ الرحمن الرحیم" اور نیچے "لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ" تحریر ہے درمیان میں ہشت پہلو دائرے میں یا اللہ شافی محمد کافی کھدا ہوا ہے۔